شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۷۳

منزلِ قربِ الٰہی کا قریب ترین راستہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : منزلِ قربِ الٰہی کا قریب ترین راستہ
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹/ اپریل ۱۹۹۸ء بروز اتوار
مقام : پی۔این۔ایس، ٹیپو سلطان (بحری جہاز)
مرتب : سید عشرت جمیل میر صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۸/ فروری ۲۰۱۵ء
زیرِاہتمام : شعبہ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❖❖❖❖

اشکوں کی بُلندی

خُداوندا مجھے توفیق دے دے
فِدا کر دوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی
کہاں حاصل ہے اختؔر کہکشاں کو

اختؔر

منزلِ قربِ الٰہی کا قریب ترین راستہ

۲۰؍ ذی الحجہ ۱۴۱۸؁ھ مطابق ۱۹؍ اپریل ۱۹۹۸؁ء بروز اتوار مرشدنا و مولانا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ایک خادم حافظ محمد طارق صاحب کی درخواست پر حضرت والا بعد فجر سمندر کی سیر پر تشریف لے گئے۔ حافظ محمد طارق صاحب پاکستان بحریہ میں لیفٹیننٹ ہیں اور ان کا مقصد یہ تھا کہ حضرت والا کی تشریف آوری سے بحریہ کے افسران اور دیگر احباب حضرتِ اقدس کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوں۔ سیر کے بعد بحریہ کے جہاز پی این ایس ٹیپو سلطان پر ناشتہ کا انتظام کیا گیا اس جہاز پر ہی حضرت والا کا یہ بیان ہوا۔ (مرتب)

حضرتِ والا جب جہاز پر تشریف لائے تو بتایا گیا کہ اس جہاز کا نام پی این ایس ٹیپو سلطان ہے تو فرمایا مسلمان چلے گئے لیکن ان کے نام اور ان کے کارنامے رہ گئے اور فساق و نافرمان چلے گئے اور ان کے ظلم اور ان کی لعنتیں رہ گئیں۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نیکواں رفتند و سنت ہا بماند
وزلئیماں ظلم و لعنت ہا بماند

نیک لوگ چلے گئے اور ان کے نیک طور طریقے رہ گئے اور کمینے لوگ ظلم و لعنت چھوڑ گئے۔ پھر فرمایا کہ سمندر پر اگر خالق سمندر کی بات نہیں سنی تو پھر سمندر کا کچھ مزہ نہیں۔ اگر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور اللہ کی محبت کی کوئی بات نہ ہو تو پھر یہ عالم ہمارا عالَم نہیں، کائنات ہماری کائنات نہیں، دنیا ہماری دنیا نہیں، سمندر ہمارا سمندر نہیں، جہاز ہمارا جہاز نہیں اور جب محبت سے ان کا نام لے لیا تو بس سمجھ لو ؎

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

اصلی عزت اہل دین کو ملتی ہے

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے والد صاحب نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ میرے لیے کیا لایا؟ تو میں مولانا ابرار الحق کو پیش کردوں گا۔ میرے پانچ بیٹے تھے، ایک بیٹے کو عالم بنایا، اسی کو لایا ہوں، چار بیٹے انگریزی داں ہیں اور بڑے بڑے پروفیسر، ایڈوکیٹ وغیرہ تھے لیکن حضرت کی عزت سے آج ان کو عزت مل رہی ہے۔ حضرت کا نام لیتے ہیں کہ مولانا ابرار الحق صاحب کا بھائی ہوں، یہ نہیں کہتے کہ میں علی گڑھ کا پروفیسر ہوں۔ ایسے ہی بعض لوگوں کو ایسے شاگرد مل گئے جیسا کہ مولانا شمس الحق صاحب فریدپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب مجھ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو کیا لایا تو میں اپنے شاگرد مولانا ہدایت اللہ صاحب کو پیش کردوں گا کہ ان کو لایا ہوں۔ بہت بڑے عالم ہیں یہ۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے فرمایا کہ ایشیا میں کوئی اتنا بڑا محدث نہیں تھا جیسے کہ مولانا ہدایت اللہ صاحب تھے اور وہ بیعت مجھ ہی سے ہوئے جبکہ بہت سے اکابر بھی زندہ تھے۔ بڑوں کی زندگی میں ہی ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے میری ہی محبت ڈال دی تھی۔ ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہوا تو میں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا تو کہہ دوں گا کہ میں ایک مرید مولانا ہدایت اللہ لایا ہوں جو ایشیا کا سب سے بڑا محدث تھا۔

حفاظتِ نظر کا حکم عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے

تو ایسے ہر ایک نے اپنے لیے کچھ سوچا ہے کہ کسی مقبول بندے کی خدمت کا موقع مل جائے۔ لیکن مقبول بننے کا کیا طریقہ ہے؟ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایک بات ڈالی ہے کہ جو لوگ حسینوں سے اور عورتوں سے اور نمکینوں سے اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں اس زمانے کے بہت بڑے ولی اللہ ہیں اور یہ ہمارا مشکل پرچہ نہیں، یہ ہماری فطرتِ انسانیت اور خواہش انسانیت کے مطابق ہے۔ کوئی شریف انسان نہیں چاہتا ہے کہ

کوئی میری بیٹی اور میری بیوی کو یا میری ماں کو بُری نظر سے دیکھے، کون انسان ایسا بے غیرت ہوگا جو ایسا چاہے گا، تو عین فطرتِ انسانی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دے دیا۔ قرآنِ پاک میں ہے کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ[1] اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ فرما دیجیے کہ تمہاری اس خواہشِ انسانیت کے مطابق ہم قانون ہی بنائے دیتے ہیں کہ کوئی کسی کی بہو بیٹی کو نہ دیکھے، جب کوئی نہ دیکھے گا تو دوسروں کی بہو بیٹیاں بھی محفوظ رہیں گی اور تمہاری بہو بیٹیاں بھی محفوظ رہیں گی۔

ایک نوجوان سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے، میرے اندر حسن پرستی ہے۔ آج کل کوئی ایسا سوال کردے تو شاید مولوی بھی اس کو طمانچہ مار دے گا اور نہ جانے کمینہ اور خبیث کیا کیا کہے گا مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا نہیں اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم سے ایک سوال کرتا ہوں کہ اگر کوئی تمہاری ماں کے ساتھ زنا کرنے کی درخواست کرے تو کیا تم اجازت دوگے؟

یہ تعلیمِ نبوت کا پیارا انداز دیکھیے، نرالا انداز۔ اس نے کہا کہ تلوار نکال کر اس کا کام تمام کردوں گا۔ پھر فرمایا تم اپنی بہن کے ساتھ اجازت دوگے؟ اپنی خالہ اور پھوپھی کے ساتھ اجازت دوگے؟ تو اس نے یہی کہا کہ میں تو تلوار نکال کے جان ہی سے ختم کردوں گا اس خبیث کو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس عورت کے لیے اجازت طلب کرتے ہو وہ کسی کی ماں ہوگی، کسی کی بہن ہوگی، کسی کی خالہ ہوگی، کسی کی پھوپھی ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی۔ بس اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینے پر پھیرا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ حَصِّنْ فَرْجَهٗ وَاغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ[2] اے اللہ! اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما، اس کا دل پاک کردے اور اب تک جو کچھ اس سے گناہ ہوا اس کو معاف کردے۔ راوی کہتے ہیں کہ مرتے وقت تک پھر کبھی زنا کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔

---

[1] النور: ۳۰

[2] شعب الایمان للبیہقی: ۴/۳۶۲-۳۶۳، (۵۴۱۵) باب فی تحریم الفروج وما یجب من التعفف عنہا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

تو معلوم ہوا کہ نظر کی حفاظت ہماری طبعی اور فطری اور عقلی اور معاشرتی اور بین الاقوامی عزت و آبرو کی خواہش ہے۔ ہماری اس فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنادیا۔ بے غیرت اور کمینہ انسان ہی نعوذ باللہ! اس کو ظلم کہے گا ورنہ بتاؤ کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری آبرو کی حفاظت نہیں فرمائی؟

تصویر کی حرمت کا راز

اسی لیے تصویر کھینچنا بھی حرام ہے۔ اس کی علت اللہ نے رنگون میں مجھے عطا فرمائی۔ ایک نیا مضمون عطا فرمایا جو میں نے نہ کہیں پڑھا نہ سنا مگر ہے میرے ہی بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون عطا فرمایا کہ اگر تصویریں جائز ہوتیں تو کوئی نانی اماں یا حجن اماں جو حج کرکے آتیں تو ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے اس کی تصویر ہوتی لیکن ساتھ ہی پندرہ سال کی فوٹو بھی لگی ہوئی ہے تو جو اس کو دیکھتا اس کے دماغ پر کیا تاثر ہوتا کہ یہ موجودہ نانی اماں جوانی میں اتنی حسین تھیں تب تو نہ جانے کیا کیا ہوا ہوگا۔ بتاؤ بدگمانی آتی یا نہیں، وسوسے آتے یا نہیں؟ پس تصویر کشی کو حرام فرماکر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آبرو کو تحفظ بخشا ہے۔ ایسے ہی اگر پیغمبروں کی بھی تصویریں ہوتیں تو ان کی جوانی اور بچپن کی تصویریں دیکھ کر اگر کسی کے دل میں بُرا خیال آجاتا تو اس کا ایمان ہی چلا جاتا۔

تاثیرِ حسن پر نص قطعی

تو حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن کیسا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کو کیا ہوگیا ہے کہ حسینوں کے حسن سے اتنے متاثر ہوتے ہیں اور ان سے بچنے کی ہر وقت ترغیب دیتے ہیں لیکن ارے ظالم اور جاہل! حسن کے تاثر اور اثر کو تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نازل فرمایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نکلے تو زلیخا نے مصر کی خواتین کے ہاتھوں میں چاقو اور لیموں دے دیا کہ جب وہ نکلیں تو لیموں کاٹ دینا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ان کے سامنے سے گزر جائیے۔ ان کو دیکھتے ہی زنانِ مصر کا کیا حال ہوا۔

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح وبیاں رکھ دی
زباں بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

اور سب نے لیموں کے بجائے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ اس واقعے کو قرآنِ پاک میں نازل کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصد ہے؟ کیا قرآن نعوذ باللہ! کوئی قصہ کہانی کی کتاب ہے؟ اس میں قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان ہدایت دے دی کہ حسن سے بہت احتیاط کرنا۔ اور حسن کی جادو گری اور تاثیر کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک سے ثابت کر دیا کہ احمقوں کی طرح زیادہ بہادر مت بننا اور حسن سے نظر کی سختی سے حفاظت کرنا، بہادری مت دکھانا۔ اگر بہادری کامیاب ہوتی تو ہم سورۂ یوسف میں یہ واقعہ نازل نہ کرتے۔ چناں چہ جنہوں نے حفاظت نہ کی ان کی داڑھیاں تک منڈ گئیں، خاتمہ ایمان کے بجائے کفر پر ہو گیا، کتنے کرسچین ہو گئے اس عشق بازی میں۔

دریائے خونِ آرزو قربِ الٰہی کا راستہ ہے

تو یہ مضمون اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ اس زمانے میں جبکہ بے پردگی عام ہے جو لوگ اپنی نظریں بچا رہے ہیں تو ہر نظر بچانے سے ان کا دل ٹوٹتا ہے، زخمِ حسرت لگتا ہے اور ان کی تمناؤں کا خون ہوتا ہے، ان کا بھی دل چاہتا ہے کہ ایک نظر ہم بھی دیکھ لیں لیکن ہر وقت اللہ کے حکم کی عظمت اور حکم کا احترام پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے دل کو توڑتے رہتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے حکم کو نہیں توڑتے تو ایسے شخص کی بندگی کو کس کی بندگی پا سکتی ہے؟ جو بندہ اپنے دل کو توڑتا ہے اور اللہ کے قانون کا احترام کرتا ہے اس سے بڑا شریف کون ہے؟ اور اس سے بڑا بے غیرت کون ہے جو قانون کو توڑ کر چوروں کی طرح حرام لذت اپنے دل میں اینٹھ لیتا ہے۔ اس لیے اختر نے نام ان کا رکھا ہے نمک چور۔ حسینوں کا نمک چرانے والے کا نام میں نے نمک چور رکھا ہے، یہ نمک حلال نہیں ہے، نمک حرامی کر رہا ہے، اللہ جس کو حرام فرمائے اس حرام مزے کو لوٹنے والا چور نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے چہرے پر بھی لعنت برستی ہے اور اس کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا لگتی ہے لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ

وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ [۳] واللہ! کہتا ہوں آج سمندر پر، ایک عظیم الشان مخلوق کے اوپر یہ بیان کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو حفاظتِ نظر کی قدرت دی ہے۔

حفاظتِ نظر پر قدرت ہونے کی دلیل

نظر بچانے کی، ہر گناہ سے بچنے کی خدائے تعالیٰ نے طاقت دی ہے۔ اس خبیث الطبع سے کہو کہ اگر ایک تھانے دار کہہ دے کہ یہ میرا حسین بیٹا ہے اور یہ میری حسین بیٹی ہے ذرا ادھر دیکھ کر دیکھو! پھر یہ دیکھے گا؟ کیوں؟ تھانے دار سے ڈر گئے اور اللہ تعالیٰ کی عظمتیں تمہارے سامنے کچھ نہیں۔ کیا یہ انتہائی گدھا پن اور سور پن اور کتا پن نہیں ہے۔ کیا یہ انسانیت ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کے قانون کو توڑتے ہو اور حرام شیطانی لذّت لیتے ہو۔ واللہ! کہتا ہوں کہ طاقت ہے گناہ سے بچنے کی، اگر قدرت نہیں تھی تو پولیس والے کی دھمکی سے کیسے آگئی؟ بس بے غیرتی مت کرو، حد سے آگے مت بڑھو ورنہ کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو سکتا ہے کہ تم پولیس والوں اور انسانوں سے ڈرتے ہو اور اللہ کی عظمت تمہارے سامنے نہیں رہتی۔ کیسے صوفی ہو، گول ٹوپی کا تم نے کیا حق ادا کیا، کیوں خانقاہ میں رہتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں تمہاری گھٹی میں عادتِ ثانیہ بن چکی ہیں تو تم رزقِ الٰہی مت کھاؤ۔

شکستِ دل اور عباداتِ مثبتہ کے انوار

اور جو شخص ہر وقت اپنے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور اللہ کے قانون کا احترام کرتا ہے تو اس کے تمام حج، عمرے، تلاوتیں، نفلیں، وظیفہ وذکر وغیرہ تمام مثبت عبادات کا نور جو دل کے اوپر ہوتا ہے دل کے ٹوٹنے سے سب دل کے اندر داخل ہو جاتا ہے جیسے جب تجلّی کوہِ طور پر نازل ہوئی تو کوہِ طور شق ہو گیا اور تجلّی پہاڑ کے اندر داخل ہو گئی۔ اگر پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوتا تو تجلّی ظاہری سطح پر رہتی اندر داخل نہ ہوتی۔ اسی طرح عباداتِ مثبتہ کے انوار قلب کے اوپر رہتے ہیں لیکن جو اللہ کے حکم کی عظمت سے گناہ سے بچنے کا غم اُٹھا کر اپنا دل توڑتا ہے تو عبادات کے انوار دل کے ریزہ ریزہ میں داخل ہو جاتے ہیں، ایسے شخص کے قلب پر تجلّیاتِ

۳؎ مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۲۷۰، باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات، المکتبۃ القدیمیۃ

متواترہ، وافرہ، بازغہ نازل ہوتی ہیں۔ جو ہر لمحہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لیے توڑتا ہے، وہ ہر وقت تجلّیات کے عظیم الشان نزول کا موقف اور محل ہوتا ہے۔ میرے چند اشعار ہیں ؎

غم سے ٹکڑے ہوگئے دل کے مگر
دل کے ہر ذرّے میں ہیں انوارِ ھُو
حسرتوں کے غم اگر ہیں راہ میں
سامنے جلوے ہیں ان کے کُو بکو
دیدۂ اخترؔ ہے گو حسرت زدہ
دیدۂ دل دیکھتی ہے نورِ ھُو

قیامت کے دن ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا لائے ہو؟ تو نظر بچانے والا یہ پیش کرسکتا ہے کہ اے خدا! میں اپنے دل میں خونِ تمنا، زخمِ حسرت اور خونِ آرزو کی صراحی نہیں لایا، مٹکا نہیں لایا، حوض، تالاب اور جھیل نہیں لایا، دریا نہیں لایا، سمندر لایا ہوں۔ احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں جو ان شاء اللہ درد میں ڈوبے ہوئے ہیں ؎

سنو داستانِ مضطر ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر
یہ لہولہاں کا منظر مرا سر ہے زیرِ خنجر
مرے خون کا سمندر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

یہ تڑپ تڑپ کے جینا لہو آرزو کا پینا
یہی میرا جام و مینا یہی میرا طورِ سینا
مری وادیوں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مری آہ کا اثر ہے مرے درد کا ثمر ہے
کہ جہاں بھی سنگ در ہے مرے آنسوؤں سے تر ہے
مری عاشقی کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

وہ جو خالقِ جہاں ہے وہی میرا راز داں ہے
مرا حال خود زباں ہے مرا عشق بے زباں ہے
کسی بے زباں کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

مرا غم خوشی سے بہتر مرا خار گل سے خوشتر
مری شب قمر سے انور غمِ دل ہے دل کا راہ بر
غم راہ نما کا منظر
ذرا دیکھنا سنبھل کر

خونِ آرزو مقبول عمل ہے

بس یہی کہو خدا سے کہ اے اللہ! ایک دریائے خون آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ اور عبادات پر تو فی لگ سکتی ہے، اگر اللہ پوچھ لے کہ تم نے نمازیں پڑھیں لیکن حضورِ قلب سے پڑھیں یا نہیں؟ تم نیت باندھے میرے سامنے ہوتے تھے اور دل تمہارا بسکٹ فیکٹری میں ہوتا تھا۔ بتایئے فی لگ سکتی ہے یا نہیں؟ روزہ رکھا تو روزہ کا کیا حق ادا کیا؟ روزہ رکھے ہوئے تم نے بد نظری کی یا غیبت کی۔ حج کیا تو اس کا کیا حق ادا کیا؟ حرمین شریفین میں بھی تم نے اپنی نظر کی حفاظت نہیں کی، اس مبارک سرزمین پر بھی تم نے گناہ کیے لیکن اس دریائے خون پر ان شاء اللہ کوئی فی نہیں لگے گی کیوں کہ اس دریائے خون کی کائنات میں کسی کو خبر نہ

تھی سوائے خدا کے لہٰذا اے اللہ! ہم آپ کے لیے دریائے خون لائے ہیں، اپنی تمناؤں کا خون اپنی آرزوؤں کا خون اس کو آپ قبول فرمالیں۔ یہی ہماری نجات کا کافی ذریعہ ہے، آپ کے کرم کے صدقے میں۔

تصوف واحسان خونِ آرزو کا نام ہے

یہ مضمون ہر جگہ نہیں سن پاؤ گے، سارے عالم میں سفر کرو یہ مضمون بہت کم پاؤ گے کیوں کہ دریائے خون سے گزرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، حج عمرہ کرلینا آسان ہے، تقویٰ سے رہنا مشکل ہے۔ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر سے دور ہیں لیکن گھر والے کو دل میں لیے ہوئے ہیں یعنی کعبہ والا ان کے دل میں اپنی تجلّیاتِ خاصہ سے متجلّی ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہیں کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک لمحہ ناراض نہیں کرتے۔ اسی کی مشق کا نام تصوف ہے، اسی کی مشق کا نام احسان، ایمان اور اسلام ہے۔ جس کی زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو، ایک سانس بھی نمک حرامی نہ کرتا ہو یہ اللہ کا پیارا بندہ ہے اور فعل بد کرنے والا کیا یہ نمک حرام نہیں ہے؟ یہ لفظ سخت ہے مگر میں بھی مجبور ہوں، میں اپنے دردِ دل سے مجبور ہوں۔ جس نمک کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اس حرام نمک کو مت دیکھو، جان دے دو مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔ جس میں اللہ تعالیٰ پر جان دینے کا جذبہ نہیں وہ گدھے اور کتے سے بدتر ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جان اسی لیے دی ہے کہ جان اپنے خالق جان پر فدا کردیں اور دنیا میں اسی لیے بھیجا ہے، عیش کرنے کے لیے نہیں بھیجا۔ اگر عیش کرنے کے لیے بھیجتے تو اللہ تعالیٰ عاشقوں کو قیامت تک زندہ رکھتے اور حسینوں کو بھی قیامت تک زندگی دیتے، قبرستان میں انہیں مردہ نہ ہونے دیتے لیکن دیکھ رہے ہو کہ حسینوں کا جغرافیہ زندگی ہی میں ایسا خراب ہوجاتا ہے کہ بڑے بڑے عاشق انہیں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، ساری عاشقی ناک کے راستے سے نکل جاتی ہے، یہ لوگ اسی معشوق سے بھاگتے ہیں جسے مرنڈا اور انڈا کھلا رہے تھے، اس کو پھر دیکھتے بھی نہیں۔ ایک معشوق کا جغرافیہ سن لیجیے۔ سولہ سال کی عمر میں ایک شخص اس کے حسن پر عاشق ہوا۔ پھر بہت عرصے کے بعد اس سے ملا تو

کھوپڑی کے اور داڑھی کے سب بال سفید۔ آپ کے اس ٹیچر یعنی اختر نے اس کا فیچر اس شعر میں پیش کیا ہے۔ یہ تازہ شعر اسی ہفتے کا ہے ؎

مدت کے بعد جب نظر آیا وہ گل رُخا
میں نے کہا کہ نانا میاں آپ کون ہیں

آہ! اگر لڑکی ہے تو پوچھے گا کہ نانی اماں آپ کون ہیں؟ آہ! مت حیات کو ضایع کرو، دردِ دل سے کہتا ہوں، میری آہ کی ناقدری مت کرو، میں اپنی آہ کو اللہ تک پہنچا رہا ہوں ورنہ سمجھ لو مقدمہ چل جائے گا کہ تم نے اپنے شیخ کی آہوں کو کیوں ضایع کیا؟ میری آہ کو ضایع نہ کرو، نہ ہم ضایع کریں نہ آپ کریں۔

بس آج اس عظیم الشان مخلوق سمندر پر ہم سب عہد کریں کہ آج سے اللہ تعالیٰ کو ایک لمحہ کے لیے ناراض نہیں کریں گے۔ سمندر اللہ کی نشانی ہے، اتنا پانی کوئی سائنس دان پیدا نہیں کر سکتا۔ آپ بتایئے کوئی سائنس دان ہے جو یہ کہے کہ میں سمندر کا خالق ہوں، میں خالق نمک ہوں؟ نہیں! آپ سمندر کے خالق نہیں ہیں، نہ نمک کے خالق ہیں، نمک تو خالق نے پیدا کیا ہے، صرف سمندر سے نمک کو آپ نے چرا لیا ہے۔ اور اگر سائنس دان مؤمن ہے تو خالق نمک کا شکر ادا کرے گا کہ اللہ نے عقل دی جس سے ہم نے اس سمندر سے نمک حاصل کر لیا۔ بس ایک لمحۂ حیات اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو، اس کو ہی سیکھنے کے لیے سفر و حضر میں اختر کا ساتھ دو ورنہ مرنے کے بعد کوئی فیکٹری، کوئی کارخانہ، کوئی بزنس حتیٰ کہ ہمارا جسم، ہمارے ہاتھ پاؤں، ہماری آنکھیں کچھ کام نہیں آئیں گی۔ حرام لذّت حاصل کرنے والی آنکھیں کچھ ساتھ نہیں دیں گی، اللہ تعالیٰ اُس پر مقدمہ قائم کریں گے ؎

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام

یہ آنکھیں گواہی دیں گی کہ اے خدا! کسی نمکین اور حسین کو یہ خبیث، کتا، سور سے بدتر انسان چھوڑتا نہیں تھا، ہر ایک کو للچائی نظر سے دیکھتا تھا۔ بولو یہ آنکھیں کام آئیں گی یا مقدمہ قائم کریں گی؟ پھر پتا چل جائے گا لیکن وہاں پتا چلا تو کیا چلا، عقل مند بندہ وہ ہے جو مرنے سے پہلے ہی تیاری کر لے اور اس دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے یعنی گناہوں سے بچ جائے اور

واللہ کہتا ہوں کہ گناہوں سے بچنے کی ہمت موجود ہے۔ اگر ہمت و طاقت نہ ہوتی تو تقویٰ فرض نہیں ہو سکتا تھا، پھر تو ظلم ہو جاتا اور اللہ ظلم سے پاک ہے۔ بات یہ ہے کہ ہماری طبیعت صحیح نہیں رہی، طبیعت میں حیا نہیں رہی اور غیرت ہی نہیں رہی۔ ابھی ایک غنڈہ جوتا لے کر کھڑا ہو جائے کہ دیکھو تم ذرا میں دیکھوں کہ آج کیسے تم دیکھتے ہو۔ کیا بات ہے غنڈوں سے ڈر گئے۔ معلوم ہوا کہ قلب میں شرافت نہیں ہے۔ پالنے والے کی ربوبیت کا حق ادا کرنا ہمیں نہیں آتا۔ ہم جوتوں سے ڈر کر گناہ چھوڑتے ہیں۔ اب بتاؤ ربّ العالمین کا کیا حق ہے؟ دو بیٹے ہیں ایک بیٹا کہتا ہے کہ چوں کہ ابا نے ہم کو پالا ہے اس لیے ہم ان کے فرماں بردار ہیں، پالنے کی وجہ سے میں اپنے ماں باپ کو ناراض نہیں کر سکتا اگرچہ وہ ڈنڈا نہیں مارتے اور دوسرا کہتا ہے کہ ابا کی نافرمانی میں اس لیے نہیں کرتا کہ وہ ڈنڈا لگاتا ہے۔ بولو ان دونوں میں کون شریف ہے؟ جو اپنے والدین کی پرورش کا حق ادا کرتا ہے وہ شریف بندہ ہے۔ تو ایسے ربّ العالمین کی پرورش کا شکر ادا کرو جو ہمیں پالتے ہیں ہم انہیں ناراض نہ کریں۔ کچھ اللہ کے نام پر شرافت کے نام پر اور حیا بندگی کے نام پر اختر کی آہ کو قبول کر لو۔ بس اب دعا کرنا کہ اللہ مجھ کو ہمت اور حوصلہ عطا فرما اور میرے دوستوں کو بھی حوصلہ عطا فرما۔ جانوروں اور سوروں اور کتوں کی سی زندگی سے نجات عطا فرما کر اللہ والی حیات ہم سب کو عطا فرما۔ ہماری بحریہ، بریہ اور فضائیہ کو اللہ تعالیٰ عظیم الشان طاقت دے اور اللہ تعالیٰ ہماری تمناؤں کے مطابق فتح عظیم چاروں طرف عطا فرمائے اور دنیا بھی عطا فرما اور دین بھی عطا فرما اور اس ملک پاکستان کو زمینی دولتوں، فضائی دولتوں اور سمندری دولتوں سے مالا مال فرمائے اور اپنے تعلق کی دولت سے بھی ہم سب کو مالا مال کر دے کہ اصل دولت یہی ہے۔

وَصَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اٰمِیْنَ، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

عشق حقیقی

ہر شعر مرا غم ہے تمہارا لیے ہوئے
اور دردِ محبت کا اشارہ لیے ہوئے

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

گردش میں کوئی خاک بھی ہے آسماں کے ساتھ

کرتی ہے عقل نشرِ محبت زباں کے ساتھ
لیکن بیاں ہے عشق کا آہ و فغاں کے ساتھ

کرتا کوئی دعا ہے فقط اس زباں کے ساتھ
لیکن زباں کسی کی ہے اشکِ رواں کے ساتھ

رہتی کسی کی خاک ہے اس خاک داں کے ساتھ
گردش میں کوئی خاک بھی ہے آسماں کے ساتھ

آنسو جو گر گئے ہیں محبت میں دوستو
گِر کر زمیں پہ رہتے ہیں وہ اختراں کے ساتھ

گلشن ہوا ہے مجھ کو بیاباں بدونِ دوست
صحرا ہوا ہے رشکِ چمن دوستاں کے ساتھ

اخترؔ کی یہ دعا ہے کہ یارب کرم سے تو
دونوں جہاں میں رکھنا مجھے عاشقاں کے ساتھ

❀❀❀❀

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہٗ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

جس طرح دنیا میں رہنے کے لیے یہاں مختلف ممالک کی کرنسی ہوتی ہیں جو اپنی قیمت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ اسی طرح آخرت کی سب سے قیمتی کرنسی اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب ہے جو بندہ دنیا میں حاصل کرتا ہے۔ یہ کرنسی حاصل کیے بغیر جو دنیا سے چلا گیا اس کی محرومی کا کسی صورت ازالہ نہیں ہوسکتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اسی طرح ان کو حاصل کرنے کا راستہ بھی لامحدود اور طویل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی یہ محبت اور قرب کیسے حاصل ہو؟

شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''منزل قرب الٰہی کا قریب ترین راستہ'' میں اللہ کو حاصل کرنے کے مختصر راستے اور ان راستوں کو تیزی سے طے کرنے کے آداب اور طریقے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت والا نے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ تک پہنچنے کے مختصر راستہ کی جس طرح تشریح فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان کرنے کے لیے حضرت والا کو خاص مقام عطا فرمایا تھا۔

www.khanqah.org